482

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۳۰- اپریل سنہ ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۸- رجب سنہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۸۳

مدینۃ المسیح

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہلے کی نسبت بہت افاقہ ہے۔ اور طبیعت رو بصحت ہے۔ کمزوری بہت ہے۔ احباب دعاؤں اور صدقہ میں مشغول رہیں۔

اس سال مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل طلباء مولوی رحمت علی صاحب۔ مولوی بشیر احمد صاحب مولوی محمد حسن صاحب مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہوتے تھے۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ تینوں پاس ہو گئے ہیں۔ نیز شیخ غلام غوث صاحب میر غلام حیدر صاحب نے اس سال مولوی عالم کا امتحان پاس کیا۔

اخبار احمدیہ

بیعت خلافت

سیدی و مولائی ایداللہ بنصرہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں اپنی بے ثبات زندگی کو نصب العین رکھکر آپکو اختلافون میں حکم اور خلیفۃ المسیح تسلیم کرتا ہوں۔ اور علیٰ وجہ البصیرۃ اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب بمعہ اپنے رفقاء کے اظہر من الشمس غلطی پر ہیں۔ بلکہ یقین کرتا ہوں کہ انکی عملی حالت خود بھی ان پر ملامت کرتی ہوگی بشرطیکہ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اور اپنے افعال کو دیکھکر شرمندہ ہوئے کیونکہ فطرت سلیمہ کی بو بھی کہیں نہیں جاتی ہو۔ لاریب وہ حسد و کینہ اور بغض اور خود غرضی کی دلدل میں ایک سخت ابتر حال ہو رہے

ہیں۔ دعا ہے۔ کہ پروردگار پھر انکو اس پاکیزہ سرچشمہ کیطرف رجوع کرے۔ اور دار الابتلاء لاہور سے نکال کر پھر دار الامان قادیان میں لا دے۔ آمین

احقر العباد چوہدری مبارک علی ہیڈ کلرک کال سرجن دانہ

بمبئی میں تبلیغ

اس اتوار کا لیکچر بھی بفضلہ تعالیٰ بہت کامیاب رہا۔ اس دفعہ بھی لوگ بہت کثرت سے آئے اور اکثر غیر احمدیوں نے لیکچر کے بعد ہمارے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک شخص نے بیعت کی اسکی بیعت کا خط ارسال خدمت اقدس ہے جس کا نام عبد القادر گلشن آبادی ہے۔ بہت زمانہ سے یہ شخص اور اسکا کنبہ بمبئی میں رہتا ہے۔ آدمی معمر ہے لیکن جوان ہمت ہے۔ اور پڑھا لکھا آدمی ہے۔ جہاز پر فٹر کا کام کرتا ہے۔ حضور اسکی بیعت قبول فرماویں۔ اور دعا فرماویں۔ کہ اس کے ذریعہ اور

بھی لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہوں۔

درس قرآن بھی بفضلہ تعالیٰ بہت اچھی طرح جاری ہے - علاوہ عام درس کے دو درس اور بھی مختلف اوقات میں خاص ان لوگوں کیلئے دیتا ہوں جو کہ ابھی نئے احمدی ہوئے ہیں - تاکہ انکی معلومات اور بھی پختہ ہو۔

کشتی بورڈ خدا کے فضل سے اب تیار ہو گیا ہے۔ مکان کے غیر مستقل ہونیکی وجہ سے مضمون نہیں لکھا سکا تھا - مگر انشاء اللہ اب مضمون بھی لکھا لونگا۔

بورڈ کا جو مضمون سابق تھا - اسکی میں نے اصلاح کرائی ہے - آجکل اتفاق سے سید معراج الدین صاحب احمدی جو کہ مباتمیں میں ہیں - اور افریقہ میں ایک بڑے عزت کے عہدے پر ہیں - وہ بمبئی میں آئے ہوئے ہیں - وہ مجھ سے ملنے کیلئے آئے تھے - بہت قابل آدمی ہیں میں نے ان سے مضمون انگریزی کی اصلاح کرائی ہے - یہ چند ماہ کی رخصت لیکر آئے ہیں اور علی گڑھ اپنے لڑکے سے ملنے کیلئے جانے والے ہیں - میں نے ان سے وعدہ لیا ہے - کہ وہ قادیان ضرور تشریف لیجائیں۔

حکیم خلیل احمد

جناب مولوی غلام اکبر خاں صاحب کی عزت افزائی

ہم نہایت خوشی کے ساتھ یہ خبر احباب کو پہنچاتے ہیں کہ اعلیحضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ نے جناب مولانا غلام اکبر خانصاحب احمدی وکیل درجہ اول و ممبر لیجسلیٹو کونسل حیدر آباد دکن کو بوجہ انکی قابلیت کے دکن کی عدالت العالیہ کا جج مقرر فرمایا ہے - اس موقعہ پر ہم جہاں جناب مولوی غلام اکبر خانصاحب کو اس عزت افزائی پر مبارک باد کہتے ہیں - وہاں حکومت نظام کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سہارنپور اور میرٹھ میں تبلیغ

مولوی ظل الرحمن صاحب (بنگالی) جو مولنا حافظ روشن علیصاحب اور جناب چودہری فتح محمد صاحب کے ہمراہ ہیں - سہارنپور میں تبلیغی کارروائی کے متعلق لکھتے ہیں - کہ ۱۴- اپریل کو سہارنپور کی انجمن اسلامیہ کے مدرسہ میں ۲ بجے جلسہ شروع ہوا پہلا لیکچر جناب چودہری صاحب کا "اسلام کی خوبیاں" پر تھا - اور اخیر حصہ لیکچر میں آپ نے احمدیت کی مابہ الامتیاز باتیں بیان کیں - غیر احمدی صاحبان کو اعتراض کیلئے وقت دیا گیا - اور کہا گیا کہ وہ اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرلیں - چنانچہ انہوں نے بڑی رد وکد کے بعد ایک شخص کو منتخب کیا جس نے اعتراضات شروع کئے - چونکہ دوسرا لیکچر جناب حافظ صاحب کا بعنوان "اسلام پر اعتراضات کے جوابات" تھا - اسلئے اسی میں غیر احمدی صاحبان کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے - چونکہ وقت بہت ہو گیا تھا - اسلئے بقیہ تقریر دوسرے دن پر اٹھا رکھی گئی - لیکن دوسرے دن مدرسہ والوں نے انکار کر دیا کہ ہم پر پہلے ہی دن لیکچر کرانیکی وجہ سے اعتراض ہو رہا ہے - اس پر ایک حکیم صاحب کے مکان پر لیکچر ہوئے - صداقت مسیح موعود اور وفات مسیح پر تقریریں ہوئیں - ایک عیسائی نے وفات مسیح کے مضمون پر اعتراضات کئے - جن کے جواب دیئے گئے - صداقت مسیح موعود کے مضمون پر کچھ غیر احمدی لوگ شور مچاتے ہوئے اٹھکر چلے گئے - حافظ صاحب نے لیکچر جاری رکھا - دعا پر تقریر ختم ہوئی۔

میرٹھ میں لیکچر

۱۶- اپریل کو میرٹھ پہنچے اور جناب شیخ عبدالرشید صاحب کے مکان پر ٹھہرے - اسی دن شام کو تقریریں شروع ہو گئیں - پہلی تقریر حضرت حافظ صاحب کی بعنوان "آنحضرت کی سوانح عمری" تھی - اس تقریر میں آپ نے آنحضرت کے حالات زندگی کو حضرت مسیح موعود کی زندگی کے آئینہ میں دکھایا - دوسرے روز صداقت مسیح موعود پر جناب چوہدری صاحب نے تقریر کی - ایک مخالف مولوی محمد یامین صاحب نے اعتراض کئے - جن کے جواب دئے گئے - تیسرے روز "نبوۃ مسیح موعود" پر حافظ صاحب نے تقریر کی - اور مسئلہ ختم نبوۃ کو تفصیل سے بیان کیا - مخالفوں نے مقابل میں جلسہ کیا - مگر بارش کی وجہ سے ناکام رہے۔

۱۹- اپریل کو ہم کانپور پہنچے -

گوجرانوالہ میں مباحثہ

عبدالرحمن صاحب جہلمی گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں - کہ ۸- اپریل کو مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا مباحثہ پادری جوالا سنگھ سے "تحریف بائیبل" پر ہوا جس میں جناب مولوی صاحب نے ثابت کر دیا - کہ بائیبل میں تحریف ہوئی ہے - آپ کی تقریر کے وقت ہر طرف سے نعرہائے مسرت اور مرحبا اور جزاک اللہ بلند ہوتے تھے - مولوی صاحب کا آخری وقت جب آیا - تو پریذیڈنٹ نے جلسہ ختم کر دیا۔

درخواست دعاء

جناب قاضی محمد شفیق صاحب فاروقی بی - اے - سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل - طلبائے احمدیہ ہوسٹل کی اور برادر فضل کریم صاحب رام گڈھ سرداراں سے اپنی کامیابی کے لئے مولوی فضل الٰہی صاحب اپنی مشکلات کے دور ہونے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں -

ولادت

برادر الہ دین صاحب ٹھیکریاں ضلع راولپنڈی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی -

نماز جنازہ

میاں عبداللہ صاحب ولد میاں نبی بخش سوداگر پشمینہ امرتسر و سردار شیر محمد خاں صاحب کی لڑکی فاطمہ بی بی - و جناب محمد حسین صاحب ضلع جھنگ کی والدہ صاحبہ و شیخ عبدالکریم صاحب کراچی و محمد علیصاحب کرایم کے والد صاحب و محمد ابراہیم صاحب ضلع گوجرانوالہ کی والدہ صاحبہ - جناب منشی نظام الدین صاحب پوسٹ ماسٹر پنشنر نبی پور کی اہلیہ و عبداللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ملتان و حضرت قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم لدھیانوی کی اہلیہ اور بہو فوت ہو گئی ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - احباب نماز جنازہ پڑھیں

وی - پی آتے ہیں

جن احباب کا چندہ سالانہ ماہ اپریل میں ختم ہوتا ہے - انکے نام مئی کے پہلے ہفتے کا پرچہ وی - پی ہوگا - وصول فرماکر شکریہ کا موقعہ دینگے - جو صاحب وی - پی واپس کرینگے - ان کے نام کا پرچہ تا ادار قیمت امانت میں رہیگا

(مینجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
الفضل

قادیان دارالامان ۳۰ اپریل ۱۹۱۸ء

رسالہ "پیام امید" کا ادبی نقاد اور ہم

خدا کی شان! وہ لوگ جو ذاتی جھگڑوں اور رنجشوں میں از سرتا پا غرق ہیں۔ اپنی کسی کمزوری اور نقص کے متعلق ایک آدھ لفظ سنکر بھی مشتعل ہو جانے اور تہذیب و شرافت کی حدود سے گذرنے سے دریغ نہیں کرتے وہ ان کو جو دین کے خلاف آواز اٹھانے والوں کا منہ بند کرنے اور ان کی خرافات کا قلع قمع کرنے کا فرض انجام دیتے ہیں۔ مورد طعن و تشنیع بنا کر دیگراں را نصیحت خود را فضیحت کے مصداق بن رہے ہیں ان اصحاب میں سے ایک صاحب کا پتہ ہمیں حال ہی میں رسالہ "پیام امید" کے صفحات سے لگا ہے۔

گذشتہ ایام میں خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے ہمارے موجودہ امام و پیشوا کو ایک گھنٹہ کے اندر اپنی باطنی قوت کے ذریعہ نقصان پہنچانے کا ایک چیلنج دیا تھا۔ جس کا ہماری طرف سے جواب شائع ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے اس چیلنج کا نام "مباہلہ" رکھا تھا۔ اور مباہلہ منجملہ اور طریقوں کے وہ طریق فیصلہ ہے۔ جو اسلام نے اپنی صداقت اور حقانیت کے ثابت کرنے کے لئے رکھا ہے چونکہ ہمیں دعویٰ ہے اور سچا دعوےٰ ہے۔ کہ حقیقی اسلام وہی ہے۔ جس پر ہم کاربند ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض تھا کہ وہ شخص جو ہمیں باطل پر سمجھ کر بذریعہ مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوتے اور اسے میدان مباہلہ میں لانیکی کوشش کرتے۔ اس لئے خواجہ کے مضمون کا جواب دیا گیا۔ اور بتایا گیا کہ جس طریق مقابلہ کا نام انہوں نے مباہلہ رکھا ہے۔ وہ ہرگز شریعت اسلامیہ کے رو سے مباہلہ نہیں ہے۔ چنانچہ ہمارے مضمون کے شائع ہونے کے بعد انہیں صاف الفاظ میں اعتراف کرنا پڑا۔ کہ

"میں نے مباہلہ کی حیثیت سے ان (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو چیلنج نہیں دیا تھا۔ نہ مباہلہ کا نام اس مضمون میں تھا جو اس مسئلہ پر نظام المشائخ محرم نمبر میں شائع ہوا ہے۔"

حالانکہ خواجہ صاحب نے نظام المشائخ کے اسی پرچہ میں جس کا انہوں نے حوالہ دیا تھا۔ لکھا تھا کہ

"اگر تم (حضرت خلیفۃ المسیح) کو یہ مباہلہ منظور ہو۔ تو ربیع الاول ۱۳۳۶ھ ہجری کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لے کر اجمیر شریف آجاؤ۔"

خواجہ صاحب نے اپنے پہلے مضمون میں باوجود مباہلہ کا چیلنج دینے کے بعد میں اس سے کیوں انکار کیا۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ ان پر حضرت خلیفۃ المسیح کے مضمون سے اچھی طرح واضح ہو گیا تھا۔ کہ جس طریق فیصلہ کا نام ہیں نے مباہلہ رکھا ہے۔ وہ ہرگز مباہلہ نہیں ہے۔ اور مجبوراً انہیں اس طریق پر مباہلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کرنی پڑی۔ جو شریعت اسلامیہ کے مطابق ہم نے پیش کیا تھا۔ لیکن ان ضروری شرائط کے ماننے سے جن کے بغیر مباہلہ کوئی نتیجہ خیز فعل نہ ہو سکتا تھا۔ وہ اخیر وقت تک انکار ہی کرتے رہے۔ اور بالآخر میدان تحریر سے بھاگ گئے۔ چنانچہ ۲۳ فروری کے الفضل میں ان کے جواب میں ہماری طرف سے جو مضمون نکلا ہے۔ اسکا انہوں نے اسوقت تک کوئی جواب نہیں دیا۔

جن اصحاب نے طرفین کی تحریریں نیک نیتی کے ساتھ کچھ سوچ کر پڑھی ہیں۔ وہ بتا سکتے ہیں کہ ہم نے اس معاملہ کو شروع سے لیکر اخیر تک اسی غرض کے لئے چلایا ہے۔ کہ اس ذریعہ سے بھی حق و باطل میں فرق ثابت ہو جائے۔ اور جو فریق حق پر ہے۔ اسکی صداقت ظاہر ہو کر اہل دنیا کے لئے صراط مستقیم اختیار کرنے کی صورت نکل آئے۔ جو ایک نہایت ضروری اور اہم بات ہے۔ لیکن وہ لوگ جو مذہب کو ایک غیر ضروری چیز سمجھتے ہیں۔ اس پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ اور اس کارروائی کے متعلق نفرت کا اظہار کریں تو معذور ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک مذہب کی اتنی بھی وقعت نہیں ہے۔ جتنی ایک معمولی مضمون نگار کو اپنے مضمون کی ہو سکتی ہے۔ وہ یہ تو جائز سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے متعلق کوئی یہ لکھدے۔ کہ فلاں مضمون جو ان کے نام سے شائع ہوا ہے۔ ان کا نہیں کسی اور کا ہے۔ تو وہ اسے بے نقط سنانے کے لئے کئی صفحات سیاہ کر ڈالیں۔ پھر وہ یہ تو ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر کسی جلسہ میں انہیں بولنے کی اجازت نہ دیجاسکے۔ یا ان کا مضمون پڑھنے کے لئے وقت نہ رکھا جائے۔ یا ڈیپوٹیشن میں ان کا پیش کردہ ریزولیوشن نہ درج کیا جاسکے تو وہ مہینوں اس کا رونا اپنے چند صفحہ کے رسالہ میں روتے رہیں۔ اور معززین کی پگڑیاں اچھالنے سے دریغ نہ کریں۔ لیکن ان کے نزدیک یہ جرم ہے۔ اور ناقابل معافی جرم ہے۔ کہ کوئی شخص کسی مذہبی معاملہ کے متعلق کچھ لکھے۔ پس اگر کوئی صاحب مباہلہ کی ان تحریروں کے متعلق جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ یہ رقم فرماتے ہیں۔ کہ

"ہمیں ابتدا ہی سے اس ناگوار اور افسوسناک مباحثہ کے چھڑ جانے پر از حد ملال تھا۔ مگر تازہ واقعات نے تو ایسی خبیث صورت اختیار کر لی ہے جسے دیکھ کر ہر درد مند دل خون کے آنسو روئے گا۔ اسلام صلح امان اور محبت کا پیام لیکر دنیا میں آیا تھا۔ اسلام غیروں کو اپنا اور دشمنوں کو دوست بنانے آیا تھا۔ نہ اس لئے

کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا بنجائے"
تو ہمیں کوئی گلہ۔ کوئی شکایت اور کوئی رنج نہیں ہے۔ البتہ ہم با ادب "ادبی نقاد" سے کہ یہی الفاظ مندرجہ بالا تحریر کے رقم فرمانے والے مہربان کے متعلق ہمارے لئے ذریعہ شناسائی ہوئے ہیں۔ دریافت کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ کہ کیا وہ خدائے ذوالجلال اور بانئ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ حقیقت اسلام سے آگاہ ہیں۔ اگر نہیں۔ تو پھر اس ارشاد باری تعالےٰ کے متعلق جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان پر جاری کیا گیا ان کا کیا خیال ہے۔ کہ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اس میں خدا تعالےٰ نے رسول کریم کو مباہلہ کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور آپ نے اسی بنا پر اہل نجران کو مباہلہ کی دعوت دی تھی۔ اب اگر باوجود اس کے اسلام غیروں کو اپنا اور دشمنوں کو دوست بنانیوالا قرار پا سکتا ہے۔ جسکا غالباً "ادبی نقاد" صاحب کو انکار نہ ہوگا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے ساتھ جماعت احمدیہ کے پیشوا کی مباہلہ کے متعلق گفتگو کرنے سے اسلام میں یہ صفت باقی نہیں رہتی۔ اور پھر جبکہ ہم نے آج تک اس بات کے اظہار میں کبھی اخفا نہیں کیا۔ اور نہ اب کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے نزدیک مذہب کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان مخالفین کی جن کو آج تک مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ ایک رنگ میں وہی پوزیشن ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ان لوگوں کی تھی۔ جن کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا تھا۔ اسلئے ہمیں نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اسوقت مباہلہ کی اور صورت تھی اور اب اور ہے۔

یہاں تک تو ہم نے یہ بتایا ہے۔ کہ مباہلہ ایک ایسا اہم طریق فیصلہ ہے۔ کہ جس کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت اپنے مخالفین میں سے ایک گروہ کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور جس سے اسلام کی تعلیم پر کسی قسم کا حرف نہیں آتا۔ لیکن اب یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ "پیام امید" کے "ادبی نقاد" صاحب نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ "اسلام صلح امان اور محبت کا پیام لے کر دنیا میں آیا تھا۔ اسلام غیروں کو اپنا اور دشمنوں کو دوست بنانے آیا تھا"۔ اسکی ان کے دل میں کیا قدر اور وقعت ہے۔ اور وہ اپنے عمل سے کہاں تک اسکی تصدیق کر رہے ہیں۔ اس کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اسی رسالہ کے صفحہ پانچ کی مختصر سی عبارت شہادت کے طور پر ہم پیش کرتے ہیں۔ جس کی اہمیت اس لحاظ سے کہ وہ ایک ایسی خاتون کے قلم سے نکلی ہوئی ہے۔ جو اس رسالہ کی ایڈیٹر ہیں۔ اور جن کو مذکورہ بالا نقاد صاحب کو "ہمارا ادبی نقاد" لکھنے کا استحقاق حاصل ہے۔ بہت بڑھ جاتی ہے۔ خاتون موصوفہ مولوی ممتاز علی صاحب مینیجر اخبار تہذیب النسواں کے متعلق تحریر فرماتی ہیں کہ

"مولوی صاحب قبلہ کو بایں ریش وخش یہ گھونگٹ زیب نہیں دیتا۔ اگر انہیں کہنا ہے۔ تو اس گھونگٹ سے باہر نکل کر کھلے میدان میں آئیں۔ اور مردوں کیطرح صاف صاف سیدھے سادے الفاظ میں کہیں کہ عاجزہ کے دستخط سے جو مضامین شائع ہوتے ہیں۔ وہ عاجزہ کے نہیں ہیں۔ بلکہ عمر۔ بکر۔ زید اور خالد کے ہیں۔ اس سے پہلے میں اس لایعنی بکواس کا کوئی جواب نہیں دے سکتی"

مولوی ممتاز علی صاحب کے متعلق جن کی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے رنگ میں مستورات کی خدمت گذاری میں گذرا ہے۔ مندرجہ بالا عبارت میں جو مہذب اور شریفانہ فقرہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کی نسبت نقاد صاحب ہمیں بتائیں کہ کیا یہ اسی بات کا ثبوت دیا گیا ہے۔ کہ "اسلام صلح امان اور محبت کا پیام لیکر دنیا میں آیا تھا۔ اسلام غیروں کو اپنا اور دشمنوں کو دوست بنانے آیا تھا"۔ اس فقرہ سے جس قدر امان اور محبت کی بنیاد مستحکم ہو سکتی ہے۔ اس سے غیروں کو اپنا اور دشمنوں کو دوست بنانے میں جتنی مدد مل سکتی ہے۔ اس سے ہمیں آگاہ کیا جائے۔ تاکہ اگر پہلے نہیں تو اب ہی۔ اور اگر دوسروں سے نہیں تو "ادبی نقاد" صاحب سے ہی ہم راہ و رسم اور محبت و الفت پیدا کرنے کی آسانی کے ساتھ طرح ڈال سکیں۔ لیکن اگر اس قسم کے الفاظ صلح امان اور محبت کو جڑھ سے اکھیڑ دینے والے ہوتے ہیں۔ اور ان سے اپنے غیر۔ اور دوست دشمن بنجاتے ہیں۔ اور ضرور بنجاتے ہیں۔ تو پھر کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ نقاد صاحب ایک مذہبی معاملہ کے متعلق جائز بحث اٹھانے والوں پر تو اتنی دور بیٹھکر زبان طعن دراز کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ لیکن اپنے قریب تر ایڈیٹر صاحبہ "پیام امید" کو ایک معمولی سی بات پر ایسا سخت فقرہ استعمال کرنے سے نہ صرف باز رکھنے کی جرات نہ کر سکے۔ بلکہ ان کی ہمنوائی کا شرف حاصل کرنے کے لئے ایک تائیدی مضمون بھی رقم فرما دیا ہے۔ کیا اس سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا۔ کہ وہ ذاتی معاملات کے متعلق تو ہر ایک قسم کی بحث و مباحثہ تحریر و تقریر کیلئے خواہ وہ کیسی ہی ناپسندیدہ رنگ میں کیوں نہ ہو۔ ہمہ تن تیار و آمادہ ہیں۔ اور اپنی ذات والاصفات کے خلاف کوئی ذرا سی بات سنکر خاموش رہنا تو کجا سخت سے سخت الفاظ استعمال کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن کسی مذہبی معاملہ کے متعلق جائز گفتگو کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ ان کے نزدیک مذہب اتنی وقعت نہیں رکھتا۔ جتنی کہ ان کی اپنی ذات۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ذاتی حملوں کا ڈیفنس کرتے وقت ناپسندیدہ الفاظ لکھتے ہوئے تو انہیں یہ خیال نہیں رہتا۔ کہ "اسلام صلح امان اور محبت کا پیام لیکر آیا تھا۔ اسلام غیروں کو اپنا اور دشمنوں کو دوست بنانے آیا تھا"۔ لیکن اگر کوئی کسی مذہبی معاملہ کے متعلق بحث اٹھائے اور ایسے رنگ میں اٹھائے جس کے متعلق انہیں خود اعتراف ہو۔ کہ "جناب میرزا محمود احمد صاحب کے سارے مضمون میں ہمیں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملتا۔ جو ان اہم اور لازمی عقائد سے انہیں ہم سے جدا کر سکتا ہو"۔ تو اسے وہ "افسوسناک حماقت"

بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے کا نتیجہ

غیر قومیں ضد اور عداوت دشمنی اور بغض کیوجہ سے اسلام کے حکمت آگین احکام کی مخالفت کرنے میں لگی رہتی ہیں مگر بعض اوقات قدرت کا زبردست ہاتھ ان کو مجبور کر دیتا ہے۔ کہ وہ انہی احکام پر عمل کریں۔ جن پر معترض ہوتی ہیں جو اسبات کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ کہ اسلام اس قادر و توانا ہستی کیطرف سے ہے جس کے وضع کردہ احکام کے سامنے ہر ایک کو چار و ناچار سر تسلیم خم ہی کرنا پڑتا ہے۔ اور انکی حکمت اور صداقت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں ہے لیکن کیسے تعجب اور حیرانی کی بات ہے۔ کہ آجکل وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اسلام سے اسقدر بیگانہ اور دور ہو چکے ہیں۔ کہ اسلام کے بڑے بڑے حکموں کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہونے کیطرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اسکا جو کچھ نتیجہ نکلنا چاہیئے تھا۔ وہ نکل رہا ہے۔ یعنی یہ لوگ ہلاک اور برباد ہو رہے ہیں مگر افسوس کے قابل بات یہ ہے کہ دوسرے لوگ ہلاک ہونے والوں کے واقعات سے عبرت نہیں پکڑتے اور جس سبب سے یہ ہلاک ہوتے ہیں۔ اسکو ترک کر کے صراط مستقیم پر آنے کی کوشش نہیں کرتے۔

اسلامی احکام کی ناواقفیت اور خلاف ورزی کے جو دردناک نتائج نکل رہے ہیں۔ انکی تفصیل نہایت طویل اور روح فرسا ہے۔ یہاں ہم صرف نمونہ کے طور پر ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔ جو یہ ہے:-

اخبار امرتا بازار پتر کا کے حوالہ سے اخبار ہمدم لکھتا ہے کہ "موضع جوڑے نگر میں ایک دردناک واقعہ پیش آیا۔ اس گاؤں کی رہنے والی ایک غریب مسلمان بیوہ تھوڑا سا کپڑا بدن پر لپیٹے ہوئے بیٹھی تھی۔ اور اپنے بچوں کیلئے چاول پکا رہی تھی اتفاقاً ایسے منحوس وقت پر اسکی لڑکی کا شوہر اچانک گھر میں داخل ہو گیا۔ چونکہ لڑکی کے پاس بھی کوئی ایسا کپڑا نہ تھا۔ جس سے وہ جسم ڈھانکتی اس لئے شرمندگی کے باعث چھپنے کے لئے گھر کے اندر بھاگی۔ اسوقت جو تھوڑا سا کپڑا وہ پہنے ہوئے تھی۔ کھل کر زمین پر گر پڑا۔ اور وہ ننگی ہو گئی۔ اس واقعہ سے متاسف ہو کر لڑکی کا شوہر فوراً ایک دھوتی خریدنے باہر چلا گیا اس درمیان میں وہ عورت شرمندگی کو برداشت نہ کر سکی اور رسی سے اپنا گلا گھونٹ کر مر گئی۔"

کپڑے کا گراں ہو جانا واقعی ہر ایک غریب اور کم آمدنی کے شخص کے لئے ایک مصیبت عظیم ہے۔ لیکن مذکورہ بالا واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کی اصل وجہ اسلامی احکام کی ناواقفیت اور ان پر عملدرآمد نہ کرنا ہے۔ دیکھئے قرآن شریف میں خدا تعالٰی نہایت وضاحت کیساتھ فرماتا ہے۔ واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلھم۔ کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ واللہ علیم حکیم (۲۴-۵۸) کہ جب تمہارے لڑکے بلوغت کو پہنچیں تو ان کو چاہیئے کہ گھر میں داخل ہونیکے لئے اجازت مانگیں اسی طرح کی اجازت جسطرح کی ان سے پہلے مانگتے تھے۔ اسطرح اللہ تمہارے لئے کھول کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے۔ اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ یعنی ایسے احکام بیان کرنے کی ضرورت کا علم رکھتا ہے۔ اور جو کچھ بیان کرتا ہے۔ وہ حکمت پر مبنی ہے۔

اس ارشاد الٰہی سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ ہر ایک مرد کے لئے دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کے وقت اجازت حاصل کرنا تو الگ رہا۔ اپنے گھر میں داخل ہونے کے لئے بھی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور یہ حکم جسقدر حکمت پر مبنی ہے۔ اس سے کوئی عقلمند اور دانا انسان انکار نہیں کر سکتا کیونکہ گھر والوں کو اطلاع دئے بغیر اچانک داخل ہو جانے سے بڑے بڑے خطرناک اور نقصان رساں نتائج ظہور میں آتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ سے ثابت ہے لیکن افسوس کہ غیر تو غیر خود مسلمان کہلانے والوں کی یہ حالت ہے۔ کہ اسلام کے پر حکمت احکام سے بالکل ناواقف اور انجان ہونے کی وجہ سے ہدف مصائب بن رہے ہیں۔ اس قسم کے حالات کی موجودگی میں بھی کیا مسلمانوں کو اسبات کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ خدا تعالٰی اپنا کوئی برگزیدہ بھیجے جو لوگوں کو اسلام کے احکام پر چلائے۔ اور انہیں ہلاکت و تباہی کے گڑھے سے نکالے۔ کاش مسلمان اس قسم کے واقعات سے عبرت پکڑیں اور اسلامی احکام کی پابندی کرکے اپنے گھروں کو جنت نمونہ بنائیں

رسول کریم صلعم اور مسیح موعود کی شان میں گستاخی

امروہی مولوی محمد احسن صاحب اپنی عمر کی طوالت کے ساتھ ساتھ سخن فہمی اور سخن آفرینی میں بھی ترقی کر رہے ہیں۔ گو وہ ترقی۔ ترقی معکوس ہی ہے۔ ایسی حالت میں ان کی زبان قلم سے جو کچھ بھی نکل جائے وہ توجہ کے قابل نہیں ہونا چاہیئے مگر کیا کیا جا سکے کہ حضرت مسیح موعود فداہ ابی و امی کی شان میں نازیبا الفاظ سنکر طاقت برداشت نہیں رہتی۔ اور پھر ایسی صورت میں جبکہ وہی الفاظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات تک پہنچتے ہوں۔ اس لئے مجبوراً کچھ نہ کچھ لکھنا ہی پڑتا ہے پیغام میں مولوی صاحب مذکور کا ایک مضمون بعنوان "ضرورت الہام اولیاء امت و انقطاع امت عن النبوۃ" شائع ہوا ہے۔ اسکا وہ ٹکڑا جو پیغام کی ۲۷- مارچ کی اشاعت میں درج ہے۔ اگرچہ ایسی خرافات سے پر ہے جو ہمارے موجودہ امام کے حق میں روا رکھی گئی ہیں۔ مگر ان سے ہم قطع نظر کرکے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں جو بد زبانی کیگئی ہے۔ اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں مولوی صاحب کو کد ہے کہ حضرت اقدس کی نبوۃ کسی طرح ثابت نہ ہونے پائے۔ اس کیلئے جو کچھ بھی انکے دل و دماغ میں آتا ہے۔ لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اور ہرگز نہیں سوچتے کہ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں۔ اس کی زد کہاں پر پڑتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"ان غالیوں (مبائعین حضرت محمود) کو اسقدر تمیز نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو مثلاً اس آیت کا الہام ہوتا کہ انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین جو قرآن مجید ہی کی آیت ہے۔ تو کیا حضرت اقدس نعوذ باللہ ابلیس ہو جاتے۔ یا انا ربکم الاعلٰی الہام ہوتا۔ کہ یہ بھی قرآن مجید ہی کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ تو کیا حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ فرعون ہو جاتے۔"

کیسلیے ہے کو تمیز ہونیکا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ مگر مولوی صاحب کو جس قدر تمیز ہے۔ وہ مندرجہ بالا الفاظ سے ہی ظاہر ہو رہی ہے۔ ہم ان سے باادب دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے جن آیات کو نقل کیا ہے۔ آیا وہ پہلے کسی پر بذریعہ وحی نازل ہو چکی ہیں۔ یا نہیں اگر ہو چکی ہوں تو براہ کرم ہمیں بتا دیجئے۔ کہ جب آپ کے نزدیک اگر یہی آیات۔ حضرت مرزا صاحب پر نازل ہوتیں تو آپ نعوذ باللہ "ابلیس" یا "فرعون" بنجاتے تو کیا یہی آیات۔ جس خیر البشر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو چکی ہیں۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں کہ اگر یہ آیات حضرت مرزا صاحب پر نازل ہوتیں۔ تو آپ جو نتیجہ نکالتے۔ وہی نتیجہ اس صورت میں نکالینگے۔ جبکہ یہی آیات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو چکی ہوں اگر تیار ہیں۔ تو آپ کو مبارک ہو۔ کہ آپ نے آخرت کیلئے بہت اچھا سامان مہیا کر لیا ہے۔ اور اگر نہیں تو کیوں۔ جو جواب آپ اسکا دیں گے۔ وہی حضرت مسیح موعود کے متعلق ہماری طرف سے سمجھ لیجئے۔ البتہ اتنا خیال کر لیجئے۔ کہ ان آیات سے جو نتیجہ آپ نے حضرت مسیح موعود کے متعلق نکالا ہے۔ وہ آپ کے ارذل العمر ہونے کا کافی سے بڑھکر ثبوت ہے۔ اول تو یہ بات ہی اگر پر موقوف ہے۔ کہ اگر ایسا ہوتا۔ تو کیا ہوتا۔ دوسرے اگر آپ کا دماغ ٹھکانے ہوتا۔ تو آپ کو نظر آجاتا۔ کہ یہ آیات قرآن مجید میں جس جگہ وارد ہیں وہاں ابلیس اور فرعون دونوں ملعون ہستیوں کا ذکر ساتھ ہی ذکر ہے۔ اور یہ الفاظ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے منہ سے نکلے ہوئے بیان کئے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ پہلا قول ابلیس کا ہے۔ اور دوسرا فرعون کا اس لئے کسی دوسرے کے حق میں یہ کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ اور نہ کوئی عقلمند کسی اور کے متعلق سمجھ سکتا ہے۔ اور جب یہ ثابت ہے۔ تو جس غرض کے لئے قرآنی آیات کے ان ٹکڑوں کو پیش کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ حضرت مسیح موعود پر قرآن کریم کی جو دوسری آیات نازل ہوئی ہیں ان میں آپ مخاطب نہیں ہیں رد ہو گئی۔ کیونکہ جو قرآنی آیات*

خواجہ صاحب کیسا گوشت کھاتے ہیں

خدا تعالیٰ رحم کرے ہمارے غیر مبائعین دوستوں پر جنہوں نے غلط بیانی اور دھوکہ دہی کو شیر مادر سمجھ رکھا ہے۔ اور ہرگز اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ یہ طریق عمل کیسا خطرناک اور کسقدر قابل مواخذہ ہے۔ ہم سب سے بڑھکر حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی غلط بیانی کو صحیح ثابت کرنے کیلئے ہماری حق اور راستی پر مبنی باتوں کو افترا قرار دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا جناب قاضی عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی کا ایک مضمون پیسہ اخبار میں ولایت کے حالات پر مشتمل شائع ہوا تھا۔ جس میں آپ نے تذکرۃً جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق اس حقیقت کا انکشاف کیا تھا۔ کہ وہ انگریزوں کا مارا ہوا گوشت کھاتے ہیں۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ جناب خواجہ صاحب اس کی تصدیق یا تردید کرتے۔ لیکن چونکہ بات وہی تھی جو جناب قاضی صاحب نے لکھی تھی۔ اس لئے خواجہ صاحب نے تو اسوقت تک اس کے خلاف زبان تک نہیں ہلائی۔ البتہ "پیغام صلح" نے نہ صرف مکرم قاضی صاحب کی نسبت بلکہ تمام جماعت احمدیہ کے متعلق حد سے زیادہ گندے اور ناپاک الفاظ استعمال کرتے ہوئے بڑے زور شور کے ساتھ جناب قاضی صاحب کو مخاطب کر کے لکھ دیا تھا۔ کہ

"یہ کتنا بڑا افترا ہے۔ جو تم نے کہا۔ کہ خواجہ صاحب انگریزوں کا مارا ہوا گوشت کھاتے ہیں۔ نادان تمہیں یہ تو معلوم ہی نہیں۔ کہ خواجہ صاحب کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو سامان مہیا کیئے ہیں۔ وہ تمہیں تو کبھی خواب میں بھی میسر نہیں آئے۔ تمہیں تو ہر روز ایک یہودی قصاب کا دست نگر ہونا پڑتا ہے لیکن وہاں تو خود خواجہ صاحب کا اپنا آدمی قصاب خانہ میں جاکر اللہ اکبر کہکر اپنے ہاتھ سے جانور کے گلے پر چھری پھیرتا ہے۔ اور ایک ہفتہ تک کا سامان کر آتا ہے۔ **جاؤ اور ووکنگ کے مسٹر مرٹ سے جاکر پوچھو۔** جس نے وہاں اپنا ایک خاص بوچڑخانہ کھول رکھا ہے۔ اس نیکدل اور شریف انسان نے ہی خواجہ صاحب کو اس کی اجازت دے رکھی ہے۔ کہ وہ ہفتہ میں دو مرتبہ بلا خطرہ کسی مسلمان کو بھیجکر اسلامی شعار کے مطابق جانور ذبح کرا لیا کریں۔ اور اسی ذبیحہ کے گوشت کو اپنے استعمال میں لائیں۔ لیکن تعجب ہے کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے اس **صریح تعامل** کی موجودگی میں آج لندنی بالقاضی کے منہ سے یہ صدائے کذب و افترا بلند ہوئی ہے۔ کہ خواجہ صاحب انگریزوں کا مارا ہوا گوشت کھاتے ہیں۔ اور ہمیں یہودی ملاں کے ہاں سے حلال ذبیحہ کا گوشت ملجاتا ہے"

پیغام صلح ۲۵- نومبر ۱۹۱۵ء

مندرجہ بالا الفاظ ایسے وثوق اور یقین کے ساتھ لکھے گئے تھے۔ کہ گویا ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے خود ووکنگ میں پہنچکر تمام باتوں کی خود تحقیقات کر لی ہے یا بذریعہ تار برقی جناب خواجہ صاحب سے پوچھ لیا ہے۔ جبھی تو انہوں نے جناب قاضی صاحب مکرم کے متعلق کہ جو ووکنگ کے بہت قریب رہتے ہیں لکھا تھا کہ تمہیں تو معلوم ہی نہیں کہ خواجہ صاحب کے لئے خدا نے کیا سامان کر رکھا ہے۔ لیکن حال ہی میں جناب قاضی صاحب کیطرف سے پیغام صلح کے مذکورہ بالا الفاظ کے جواب میں ایک چھوٹا سا مضمون پیسہ اخبار مورخہ ۱۳- اپریل میں شائع ہوا ہے۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ یہ لوگ کس طرح خود غلط بیانی اور افترا پردازی کے مرتکب ہو کر راستبازوں کے منہ آتے ہیں۔ اور اپنے عیوب اور نقائص پر پردہ ڈالنے کے لئے

* جو حضرت مسیح موعود پر نازل ہوئی ہیں۔ اور انمیں نبی اور رسول کا لفظ ہے۔ انمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی مخاطب ہیں اور اسیطرح جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات میں مخاطب تھے۔ پس جسطرح جو آیات نبی کریم پر نازل ہوئیں۔ انمیں کوئی اور شخص بجز آنحضرت صلعم کے مراد نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح ان آیات میں بھی کوئی دوسرا بجز مسیح موعود کے مراد نہیں۔ جس سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات میں "نبی" اور "رسول" حضرت مسیح موعود کو ہی کہا گیا ہے۔ نہ کہ کسی اور کو۔

بڑی سے بڑی دہوکہ دہی اور چالبازی سے بھی باز نہیں رہتے۔

جناب قاضی صاحب کا وہ مضمون مندرجہ ذیل ہے۔

"بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار السلام علیکم

میں نے اپنے ایک مضمون میں جو پیسہ اخبار میں چھپا تھا۔ بطور تحدیث نعمت کے اس امر کا ذکر کیا تھا۔ کہ جب سے میں اس ملک میں آیا ہوں ہمیشہ حلال گوشت ذبیحۂ یہود ملتا رہا ہے۔ حالانکہ اس ملک میں بعض ایسی مشکلات ہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور انکے رفقاء کو مجبوراً انگریزوں کا مارا ہؤا گوشت کھانا پڑتا ہے میرا منشا اس سے یہ نہ تھا۔ کہ میں جناب خواجہ صاحب پر حملہ کروں۔ اور ثابت کروں کہ وہ حرام گوشت کھاتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اخبار پیغام صلح نے پیسہ اخبار کے اس مضمون کو جھوٹ قرار دیکر مجھے بہت کچھ برا کہا ہے۔ اور کئی ایک فتوے لگائے ہیں۔ مگر ایک ہی بڑی دلیل جو وہ خواجہ صاحب کی بریت کیواسطے دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ووکنگ کے قصاب جناب ہرٹ صاحب نے خواجہ صاحب کو اجازت دے رکھی ہے۔ کہ کوئی مسلمان ہرٹ صاحب کے مذبح میں ہفتہ میں دو بار جاکر مسلمانوں کے لئے ذبح کیا کرے۔ جہاں تک ہمکو معلوم تھا یہ محض جھوٹ تھا۔ کیونکہ ان دنوں کوئی ایسا انتظام ووکنگ میں نہیں۔ گو ممکن ہے۔ پہلے کبھی ہؤا ہو۔ مگر چونکہ ہمیں خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء سے کوئی عداوت نہیں پیغام صلح میں اس خبر کو پڑہکر خوشی ہوئی۔ بلکہ حضرت مفتی صاحب نے جو آجکل لنڈن سے ۹۹ میل کے فاصلہ پرونٹ نور میں رہتے ہیں۔ فرمایا کہ میرے واسطے تو گوشت بہرحال ڈاک میں آتا ہے۔ تو بجائے سوتھمپٹن کے یہودی سے منگوانے کے ہم بھی ووکنگ سے منگوایا کریں گے۔ اور انہوں نے اپنی لینڈ لیڈی کو فہمائش کی کہ آئندہ گوشت ووکنگ سے منگوایا کرے چنانچہ ان کی لینڈ لیڈی مسز ولیمس نے مسٹر ہرٹ کو خط لکھا۔ جس کے جواب میں مسٹر ہرٹ نے صاف لکھا ہے۔ کہ "ہم مسلمانوں کو ذبح کرنے کی کوئی اجازت نہیں دیتے۔ گوشت کی قلت ہی ہمارے خریدار قطار میں جمع ہوتے ہیں۔ اور باری سے گوشت لیجاتے ہیں"۔ یہ مسٹر ہرٹ کا خط ہے۔ جس پر اخبار پیغام میں اتنا زور دیا گیا ہے۔ اور بڑا فخر کیا گیا ہے۔ ہم اصل خط جناب ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کے ملاحظہ کیواسطے اس مضمون کے ساتھ ارسال کرتے ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی صاحب اسکو دیکھنا چاہیں۔ تو ایڈیٹر صاحب ازراہ عنایت دکھا دیں۔ اور اس مضمون کے چھپنے کے دو ہفتہ بعد اس خط کو قادیان ایڈیٹر صاحب الفضل کے نام بھیج دیں۔ کاش کہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور میں بیٹھے ہوئے اپنی من گھڑت باتوں سے خواجہ صاحب مکرم کی ایسی تائیدات نہ کیا کریں۔ جن سے الٹی انکی ذلت ہو۔

قاضی عبداللہ بی۔ اے

لنڈن ۱۰۔ فروری ۱۹۱۸ء

جناب قاضی عبداللہ صاحب کے مندرجہ بالا مضمون کے شائع ہونے پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح اپنی غلط بیانی کا پردہ فاش ہونے پر شرم اور ندامت کے مارے دم بخود ہو جاتے۔ لیکن دروغ بیانی کی مشین ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے کسی جھوٹ کے ظاہر ہونے پر شرمندہ اور نادم ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ انہیں اپنی زبان اور قلم کے سلامت اور پیام صلح کے صفحات موجود ہوتے ہوئے بیش از بیش جھوٹ بول لینا کونسا مشکل کام ہے۔ چنانچہ جناب قاضی عبداللہ صاحب کے مذکورہ بالا مضمون کے جواب میں فرماتے ہیں۔

"کہ حضرت خواجہ صاحب پر حرام گوشت کھانے کا الزام دیکر کوشش کیجاتی ہے کہ کسی طرح لوگوں کو ان سے متنفر کیا جائے اور جب ہم اس کے جواب میں شیخ نور احمد صاحب بلال کے اس بیان کو شائع کرتے ہیں۔ کہ وہ جب تک ولایت میں رہے۔ اپنے ہاتھ سے جاکر ووکنگ کے بوچر مسٹر ہرٹ کے ہاں ہر ہفتہ ایک بھیڑ ذبح کر آتے۔ اور اسی سے کہانے کے لیئے ہر روز لے آتے تھے"۔

پھر لکھتے ہیں:۔

"پیغام صلح نے تو ایک گذشتہ بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کے ہاں تو یہاں تک انتظام رہا ہے۔ جس سے مسٹر ہرٹ نے انکار نہیں کیا۔ بلکہ موجودہ حالت کا ذکر کیا ہے۔ سو جب اس سے پیشتر حضرت خواجہ صاحب نے حلال ذبیحہ کے لئے ایک انتظام کر رکھا تھا۔ تو اب وہ کیوں حرام گوشت کیطرف التفات کرتے ہونگے سیدھی بات ہے۔ اگر وہ پہلا انتظام نہیں رہا۔ تو اسی طرح کا انتظام کوئی اور کر لیا ہوگا"۔

ان الفاظ کو پڑہکر دروغ گورا حافظہ نباشد کی نہایت صفائی کے ساتھ تصدیق ہو رہی ہے ایڈیٹر صاحب پیام صلح نے جناب خواجہ صاحب کے انگریزوں کا مارا ہؤا گوشت کہانے کے متعلق جو کچھ پہلے لکھا تھا۔ وہ انہیں کے الفاظ میں ہم اچھ درج

کرائے ہیں۔ جن سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ شیخ نور احمد صاحب کا بیان ہے۔ کہ جب میں ووکنگ میں تھا۔ تب ایسا انتظام تھا۔ یا کوئی "گذشتہ بات" ہے۔ کہ کسی وقت اسطرح گوشت حاصل کیا جاتا تھا۔ نہ کہ موجودہ وقت میں۔ بلکہ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسٹر ہرٹ نے خواجہ صاحب کے لئے اس قسم کا انتظام انہیں ایام میں کیا ہوا ہے۔ جن میں جناب قاضی عبداللہ صاحب نے ان کے متعلق انگریزوں کا مارا ہوا گوشت کھانے کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ دیکھئے ایڈیٹر صاحب پیام کے کیسے صاف الفاظ ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"تمہیں تو ہر روز ایک یہودی قصاب کا دست نگر ہونا پڑتا ہے۔ لیکن وہاں تو خود خواجہ صاحب کا اپنا آدمی قصابخانہ میں جاکر اللہ اکبر کہکر اپنے ہاتھ سے جانور کے گلے پر چھری پھیرتا ہے۔ اور ایک ہفتہ تک کا سامان کرآتا ہے۔ جاؤ اور ووکنگ کے مسٹر ہرٹ سے جاکر پوچھو۔ جس نے وہاں اپنا ایک خاص بوچڑخانہ کھول رکھا ہے۔ اس نیک دل اور شریف انسان نے ہی خواجہ صاحب کو اس کی اجازت دے رکھی ہے۔ کہ وہ ہفتہ میں دو مرتبہ بلا خطرہ کسی مسلمان کو بھیجکر اسلامی شعار کے مطابق جانور ذبح کرالیا کریں۔ اور اسی ذبیحہ کے گوشت کو اپنے استعمال میں لائیں۔ لیکن تعجب ہے کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے اس صریح تعامل کی موجودگی میں آج لسند فی القاضی کے منہ سے یہ صدائے کذب افترا بلند ہوتی ہے۔ کہ خواجہ صاحب انگریزوں کا مارا ہوا گوشت کھاتے ہیں۔"

کیا ان الفاظ سے صاف طور پر یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ اسوقت کے متعلق نہیں جبکہ شیخ نور احمد صاحب وہاں ہوتے تھے۔ بلکہ اسوقت کے متعلق ہیں جبکہ جناب قاضی صاحب نے خواجہ صاحب کے انگریزوں کا مارا ہوا جانور کھانے کا پردہ فاش کیا۔ مگر ایڈیٹر صاحب پیام صلح کی دیدہ دلیری دیکھیئے۔ ایک غلط بیانی کی تائید دوسری غلط بیانی اور دہوکہ دہی کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ہم ان کی یہ بات درست تسلیم کرلیں کہ انہوں نے خواجہ صاحب کے حلال گوشت کے لئے مسٹر ہرٹ کے بوچڑخانہ میں انتظام کرنے کا ذکر کسی گذشتہ زمانہ کے متعلق کیا تھا۔ نہ کہ اسوقت کے متعلق جبکہ جناب قاضی صاحب نے خواجہ صاحب کو انگریزوں کا مارا ہوا کھانے والا اقرار دیا تھا۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ اسکا فائدہ ہی کیا تھا۔ جناب قاضی صاحب نے تو خواجہ صاحب کی موجودہ حالت بیان کی تھی۔ اور اس کے متعلق جواب دینا چاہئے تھا۔ بھلا یہ بھی کوئی جواب تھا۔ کہ خواجہ صاحب کسی زمانہ میں حلال گوشت کھایا کرتے تھے۔ اسلئے وہ "القاضی" غلط کہتا ہے۔

ایڈیٹر صاحب پیام صلح خود ہی غور فرماویں۔ کہ اگر انہوں نے یہی جواب دیا تھا۔ تو یہ کہاں تک معقول اور قابل قبول ہے۔ اور اگر یہ نہیں دیا تھا۔ اور واقعہ میں نہیں دیا تھا۔ کیونکہ ان کے الفاظ سے ہرگز یہ جواب نہیں نکلتا۔ جیسا کہ "ان واقعات کے ہوتے ہوئے" اور "صریح تعامل کی موجودگی" کے فقرات بتارہے ہیں۔ تو انہیں جھوٹ پر جھوٹ بولنے سے کچھ تو شرمانا چاہیئے۔ اور انسانیت وشرافت سے کبھی تو کام لینا چاہیئے۔ کیا کھلے الفاظ میں جناب قاضی صاحب کو نہیں کہا گیا تھا۔ کہ "جاؤ اور ووکنگ کے مسٹر ہرٹ سے جاکر پوچھو" اب جبکہ اس سے پوچھا گیا ہے۔ اور اس نے حقیقت ظاہر کردی ہے۔ تو ایڈیٹر صاحب پیام صلح کا شرمندہ نہ ہونا انسانیت نہیں ہے۔

یہ تو ہے خواجہ صاحب کے گوشت کھانے کی حقیقت۔ آئندہ انشاء اللہ انکی عربی دانی کے متعلق جناب قاضی عبدالصمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کا چیلنج درج کیا جائیگا جس کو اگر خواجہ صاحب نے قبول کرلیا۔ تو بھی اور اگر نہ قبول کیا تو بھی

تبلیغی رپورٹ

وفاتِ مسیح پر گفتگو

خاکسار دورہ کرتا ہوا شہر ملتان پہنچا چار پبلک تقریریں ہوئیں۔ اور فرداً فرداً بھی تبلیغ کا موقعہ ملتا رہا۔ ایک سید صاحب جن کا اسم گرامی میں بھول گیا ہوں جو کہ ایک سنجیدہ اور حق پسند نوجوان ہیں۔ اور سرکاری ملازمت میں ایک معزز عہدے پر ممتاز ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ پیر جماعت علیشاہ صاحب کے بھانجے ہیں۔ مگر ان کے حالات سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے ان سے اور ان کے سلسلہ سے متنفر ہیں وہ حق پسندی کے باعث میرے ڈیرے پر تشریف لائے۔ وفات مسیح اور آمد مسیح اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل میں نے ان کو سنائے۔ بالآخر انہوں نے فرمایا۔ کہ ہمارے مولوی صاحبان جو حیات مسیح پر زور دیتے ہیں۔ ان کے پاس اپنے دعوے کا کیا ثبوت ہے جواباً میں نے کہا کہ ہم احمدی تو ان مدعیان حیات مسیح کی خدمت میں بارہا باادب یہ درخواست کرچکے ہیں۔ کہ برائے خدا کوئی ایک ہی آیت قرآنی ایسی پیش کریں جسمیں حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر جانا لکھا ہو۔ زندگی کا لفظ ہو اور آسمان کا۔ تو پھر ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مطلق رفع سے مسیح کا رفع جسمانی مراد لینا باوجود کہ یہی لفظ تمام مومنین کے حق میں خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں بدیں الفاظ بیان فرمایا ہے۔ کہ یرفع اللہ الذین امنوا منکم ان کا زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرنا بالکل بیجا ضد ہے۔ اگر رفع کے معنی بمعہ جسم عنصری آسمان پر اٹھانا مراد ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہاں بھی وہی معنے نہ کئے جائیں۔ جو حضرت مسیح کی نسبت کئے جاتے ہیں۔ جیسے رفع کا لفظ وہاں ہے۔ یہاں بھی ہے۔ اسیطرح جیسے زندگی اور آسمان کا لفظ وہاں نہیں یہاں بھی نہیں اسلئے ماننا پڑیگا۔ کہ تمام مومنین بھی درجہ بدرجہ زندہ آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں کوئی پہلے آسمان پر کوئی دوسرے

پر اور کوئی تیسرے پر علیٰ ہذالقیاس - پھر میں نے کہا کہ اس عقیدہ نے باوجودیکہ مسلمانوں کو نہایت سخت نقصان پہنچایا ہے - مگر پھر بھی وہ اس کو ترک کرنے میں نہیں آتے - ہر بار عیسائیوں سے منہ کی کھاتے ہیں - مگر پیچھے نہیں ہٹتے - ایک گال پر کھا چکتے ہیں - تو دوسری آگے کر دیتے ہیں - حالانکہ اس تعلیم پر چلنا مسیحیوں کا کام تھا - جن کو تعلیم دیگئی تھی - مگر انہوں نے تو اس کو نقصان دہ سمجھکر ترک کر دیا ہے - اب مسلمان مولوی صاحبان اس کا تجربہ کرنے لگے ہیں مگر من جرب المجرب حلت بہ الندامہ - سب سے پہلے عیسائی کا سوال ہوتا ہے - کہ بتائیے مولوی صاحب جب حضرت مسیح کو یہود نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو خدا نے مسیح سے کیا سلوک کیا؟

مولویصاحب:- خدا نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا بال بھی بیکا نہ ہونے دیا -

عیسائی:- اچھا مولوی صاحب جب محمدؐ صاحب کو کافروں نے آیت اذیمکوبک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک کے مطابق بالآخر قتل کروانے کا ارادہ کیا اور سو اونٹ قاتل کیلئے انعام مقرر کیا تو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا؟

مولویصاحب:- (دبی زبان سے) خدا نے انکو ہجرت کا حکم دیا - آپ راتوں رات غار میں جا چھپے تین روز غار میں رہے - پھر وہاں سے نکلکر مدینے جا پناہ لی -

عیسائی:- مولوی صاحب اب آپ خود ہی انصاف فرمادیں - کہ خدا کا محبوب کونسا نبی ہوا مسیحؑ یا محمدؐ صاحب

(اب مولویصاحب اس طمانچے کو برداشت کرکے دوسری گال عیسائی کے آگے کر دیتے ہیں -)

عیسائی:- اچھا مولوی صاحب آپ بتائیں حضرت عیسےٰؑ زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں؟

مولوی صاحب:- حضرت مسیحؑ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں -

عیسائی:- مولوی صاحب حضرت محمدؐ صاحب زندہ ہیں یا وفات پاگئے ہیں؟

مولوی صاحب:- حضرت نبی کریمؐ تو وفات پاگئے ہیں انکی قبر مبارک مدینے میں موجود ہے -

عیسائی:- مولویصاحب آپ ہی انصاف فرمادیں - کہ کیا زندہ نبی کو چھوڑکر مردہ نبی کے پیچھے پڑنا بھی کوئی عقلمندی ہے؟ وما یستوی الاحیاء والاموات تمہارے قرآن میں موجود ہے -

(دوسری گال پر بھی طمانچہ کھاکر مولویصاحب پھر اپنے استقلال پُرملال کی داد دیتے ہیں)

عیسائی:- اچھا مولوی صاحب آپ بتائیں کہ آخری زمانہ میں جبکہ مسلمان لتتبعن سنن الذین من قبلکم کے ماتحت یہودی ہو جائینگے - اور دنیا میں بے دینی پھیل جائیگی تو اس پُرفتن زمانہ کی اصلاح کیلئے کون آئیگا؟

مولویصاحب:- حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ آسمان سے نازل فرمائیگا -

عیسائی:- کیا مولوی صاحب اب بھی آپ نہیں سمجھتے کہ خدا کے نزدیک کونسا قابل اور اولوالعزم نبی ہے - اما ماینفع الناس فیمکث فی الارض کے ماتحت محمدؐ صاحب اگر نافع للناس ہوتے - تو ان کو خدا دوبارہ فیمکث اربعین کا موقعہ دیتا نہ کہ مسیحؑ کو -

افسوس! ہمہ عیسایارا بمثال خود مدد دادند
مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را

بالآخر شاہصاحب موصوف نے فرمایا کہ یہاں ایک مواحد مولوی عبدالتواب صاحب ہیں - اگر آپ ان کے پاس جانا پسند فرمادیں - تو ان سے دریافت کرکے میں آپ کو اطلاع دوں - میں نے کہا بڑی خوشی سے اگر وہ کوئی ایسی آیت جسمیں حضرت مسیحؑ کا زندہ آسمان پر جانا لکھا ہو - بتلا سکیں تو ہمیں وہاں جانے میں کیا عذر ہے -

غرض مولویصاحب کیخدمت میں پہنچے دیکھا - تو مولویصاحب بڑی بڑی ضخیم کتابوں میں بیٹھے پڑے ہیں مجھے آیت قرآنی یحمل اسفارا یاد آگئی - اسلیئے مجھے ان کا کچھ خیال نہ ہوا - شاہصاحب کے ہمراہ انکی خدمت میں آنے کی غرض میں نے بتائی اور عرض کی کہ اگر آپ کو کوئی آیت قرآنی ایسی معلوم ہو تو مہربانی فرماکر ہمیں بتلادیں - اب بجائے اس کے کہ مولویصاحب کوئی قرآنی آیت حیات مسیحؑ کے ثبوت میں پیش کرتے فرمانے لگے تم وفات مسیح کا ثبوت دو - حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ بہت سے انبیاء کی وفات کا قرآن نے ذکر نہیں کیا - تو کیا ہم انکو بھی زندہ تصور کرلیں - غرض مولویصاحب نے اور ان کے چیلوں نے اس بات پر زور دیا کہ میں ہی وفات مسیح قرآن سے ثابت کروں - اور شاہصاحب بھی شاید کسی مصلحت کی بنا پر خاموش رہے - ورنہ میرا خیال تھا کہ شائد وہی فرمادینگے - کہ ہمارا تو منشا یہ ہے کہ اگر آپ کو کوئی قرآنی آیت ایسی معلوم ہے - جسمیں کہ حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر جانا لکھا ہو - تو آپ کے ذریعے اسکا ہمیں پتہ لگ جائے - جس سے احمدیوں کا یہ دعویٰ کہ قرآن میں ایسی آیت کوئی نہیں بالکل باطل ہو جائیگا -

مگر مولویصاحب چونکہ خوب جانتے تھے کہ قرآنی آیت کوئی بھی ان کے باطل خیال کی تائید نہیں کرتی - اسلیئے وہ اسطرف رخ ہی نہ کرتے تھے - اور میں وفات مسیح ثابت کرنیں اسلیئے تامل کرتا تھا کہ میںنے جو بھی آیت پیش کی - مولوی صاحب نے بے سروپا اعتراضات کرکے وقت کو ضائع کرنا ہے - غرض میں نے ہی آیت فلما توفیتنی پیش کی - مولویصاحب - توفیؔ کے کیا معنی ہیں - میں نے کہا - روح قبض کرنے کے - اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ کوئی ایسی قرآنی آیت پیش کریں کہ جسمیں توفی کا فعل ہو اور موت کا لفظ ساتھ نہ آیا ہو - پھر بھی اس کے روح قبض کرنے کے معنے آئے ہوں -

میں نے پارہ ۱۴ - کی آیت واللہ خلقکم ثم یتوفٰکم ومنکم من یرد الی ارذل العمر پیش کی مولوی صاحب کا دماغ چکرایا - مگر کچھ دیر سوچکر تحریف معنوی کی جرأت کرکے یہود سے مماثلت پوری کی آخر آنحضرت کی پیشگوئی لتتبعن سنن الذین من قبلکم نے بھی تو پورا ہونا تھا - فرمانے لگے نہیں اس کے معنی سلانے کے ہیں - میں نے کہا پھر آیت کے کیا معنے ہوئے - کہا کہ بس اللہ تمکو پیدا کرتا ہے اور پھر تم کو سلا دیتا ہے اب میں بار بار ان معنوں کو دہراتا تھا - تا انکو اپنی غلطی پر ندامت ہو - مگر چونکہ سب انہی کی طرف کے تھے - مولوی صاحب بے شرم بنے رہے - کیونکہ کوئی

ملامت کرنے والا نہ تھا۔ مگر میرے مقابلہ میں ہر طرف سے آوازیں آتیں۔

حالانکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا تھا۔ کہ جو معنے وہ کرتے تھے۔ وہ بالکل غلط ہیں۔ اس لحاظ سے آیت کے یہ معنے بنتے ہیں۔ کہ اللہ تم کو پیدا کرتا ہے۔ اور پھر سلا دیتا ہے۔ اور بعضوں کو سلاتا نہیں ارذل العمر تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ منکم فرما کر جس حصہ پر توفی وارد ہوتی ہے ایک حصے کو اس سے مستثنےٰ کر لیا ہے۔ حالانکہ نہ یہ ہوتا ہے۔ کہ خدا پیدا کرنے کے بعد سلا دے اور نہ یہ ہوتا ہے کہ جو ارذل العمر تک پہنچتے ہیں۔ انکو سلاتا نہ ہو۔ غرض کمال ہٹ دہرمی سے انہوں نے کام لیا۔ حالانکہ یوم اور لیل کے قرینے کے سوا توفّیٰ کے معنے نیند کے ہرگز نہیں آتے۔ اور اس آیت میں نہ (نیند) کا قرینہ ہی اور نہ (رات) مگر ملا آں باشد کہ بند نہ شود۔ انکی مولویت کس طرح ظاہر ہوتی۔ پھر سورہ یوسف میں حضرت یوسف فرماتے ہیں۔ توفنی مسلما پھر نبی کریم کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک صریح روح قبض کرنے کے معنے ہیں۔ جب میں نے کہا کہ ترجمہ والا قرآن دیکھو تو کہا وہ کسی کا ترجمہ ہوگا۔ حالانکہ (کسی) میں تو مولوی صاحب خود بھی شامل تھے۔ بالآخر شرح قاموس نکالی اسمیں بھی سب سے مقدم قبض روح کے معنے لکھے ہوئے تھے۔ اس کو تو مولوی صاحب نے نظر انداز کیا۔ آگے ایک اور محاورہ اور اسکی تشریح لکھی تھی۔ مولوی صاحب اس میں الجھ پڑے کوئی غیر متعصب ذی علم بیٹھا ہوتا تو انکو نفرین اور ملامت کرتا۔ محاورہ یہ ہے۔ توفی المیت استیفاء مدتہ یوماً او شہراً او سنۃً اب میں کہوں کہ اجل مسمی چاہے دن ہوں مہینے ہوں یا سال جب پورے ہو جائیں۔ تو اسی کا نام موت ہوتا ہے۔ پس فلما توفیتنی کے معنی وفات پانے کے ہی ہوئے۔ مگر مولوی صاحب اپنی بات سے نہ ٹلیں۔ کہیں اسمیں موت کا لفظ نہیں اسلیئے اس کے معنے یہ ہیں کہ الٰہی جب تو نے میرے دنیا میں رہنے کے دن مہینے اور سال پورے کر لئے تو دوسری آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے ماتحت زندہ آسمان پر اٹھا لیا حالانکہ بل رفعہ اللہ الیہ میں نہ آسمان کا لفظ ہے اور نہ زندگی کا یہ ملاں کلام الٰہی میں بھی تحریف کرنے سے نہیں ڈرتے۔ اور پھر جب حضرت عیسےٰ دنیا میں رہنے کے دن مہینے اور سال پورے کر چکے ہیں۔ تو وہ پھر دوبارہ دنیا میں آکر کسطرح رہ سکتے ہیں۔ اور اگر انکے دن مہینے اور سال دنیا میں رہنے کے پورے نہیں ہوئے۔ بلکہ پھر آکر انہوں نے پورے کرنے ہیں۔ تو پھر ان کا یہ کلام کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ الٰہی انہوں نے جو شرک اختیار کیا تو میرے دنیا میں رہنے کے دن مہینے اور سال پورے کر چکنے کے بعد کیا ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب کے خیال کے مطابق حضرت مسیح کے دنیا میں رہنے کے دن مہینے اور سال پورے نہیں ہوئے۔ بلکہ دوبارہ آکر وہ پورے کریں گے۔ پس جبکہ عیسائی حضرت مسیح کے دن دنیا میں پورے کر چکنے سے پہلے مشرک ہو چکے ہیں۔ تو حضرت مسیح خلاف واقعہ کیوں شہادت دینے لگے۔ پس دو ہی باتیں ہیں۔ یا تو کہو کہ نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ جھوٹ بلا وجہ بولینگے اور یا کہو کہ عیسائی ابھی مشرک نہیں ہوئے۔ اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اور نہیں تو یہ تو یقینی بات ہے۔ کہ مولوی صاحب کے معنے کی رو سے بھی حضرت مسیح کے دو زمانے ثابت ہوتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ جسمیں وہ اپنی قوم میں تھے۔ دوسرا وہ زمانہ جس میں اپنی قوم سے الگ ہوئے۔ قوم سے الگ کس نے کیا **وفات** نے یعنی دنیا میں رہنے کے دن مہینے اور سال کے پورے ہو جانے نے۔

پس اب جبکہ مسیح اپنی قوم میں نہیں اس لئے ثابت ہوا کہ وہ دنیا میں رہنے کے دن مہینے اور سال پورے کر چکے ہیں اس لئے وہ اب دوبارہ دنیا میں آکر نہیں رہ سکتے۔ فتدبر۔

پھر متوفیک کے معنے مولوی صاحب مارنے کے لیتے ہیں (مطابق بخاری ممیتک) مگر تعجب ہے کہ حضرت عیسےٰ کو پھر بھی زندہ آسمان پر بٹھاتے ہیں کیونکہ جب وعدہ الٰہی یہ ہے۔ انی متوفیک و رافعک کہ رفع سے پہلے میں تجھے وفات دونگا۔ تو آیت بل رفعہ اللہ جسمیں ایفاء وعدہ کا ذکر ہے۔ عاید ؤابما بل اللہ یہ حدیث نبوی کے مطابق یہی معنے ہوئے کہ خدا تعالےٰ نے حسب ترتیب وعدہ پہلے وفات دیکر تمام انبیاء کیطرح ان کو دنیا سے اٹھا لیا اور اعلےٰ علیین میں انکو مقام دیا کیونکہ متقیوں کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے مفتحۃ لھم الابواب۔ لیکن کافروں کے متعلق فرماتا ہے۔ لاتفتح لھم ابواب السماء کہ ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ پھر لاہوری مضل نے جو حضرت مرزا صاحب کی عبارتوں کو بگاڑ بگاڑ کر غلط مفہوم شایع کیا ہوا ہے۔ ایک مولوی صاحب کا بڑا چیلہ کہنے لگا۔ دیکھو اسمیں مرزا کی خوب قلعی کھولی گئی ہے۔ عدالت میں مرزا صاحب سے ضمانت لیگئی۔ میں نے کہا پھر کیا ہوا۔ سب چیلے بول اٹھے۔ کہ مجرموں سے ضمانت لیجاتی ہے۔ میں نے کہا۔ یہہ تو ضمانت لی گئی۔ جو قید کیا جائے وہ کون ہوتا ہے۔ حضرت یوسف کتنا عرصہ قید رہے اور پھر کیسے خطرناک الزام میں جس طرح خدا نے ان کو الزام سے بری کیا۔ حضرت مرزا صاحب کو بھی خدا نے بری کیا اور ضمانت واپس لیگئی۔ پھر خدا نے تو اس محمدی یوسف کو تو قید سے بھی بچایا۔

هم ہوئے خیر امم تجھسے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

ایسا کیوں نہ ہوتا کہ مرزا صاحب بھی نبی کریم کے غلام تھے۔

امید ہے کہ اس مضمون سے ناظرین فائدہ اٹھائینگے خصوصاً ملتان کے لوگ اس مضمون کو بغور مطالعہ فرمائینگے۔

خاکسار حافظ جمال احمد

تبلیغ احمدیت کیلئے ایک نیا رسالہ

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کیگئی پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۸ء

۴۵۰ فاطمہ بی بی صاحبہ ضلع گوجرانوالہ
۴۵۱ برخوردار خان صاحب " منٹگمری
۴۵۲ دادی صاحبہ عبد الرحمٰن صاحب " لاہور
۴۵۳ نمبردار سردار خان صاحب " گوجرانوالہ
۴۵۴ رحمت اللہ صاحب موضع جھمٹ
۴۵۵ شفیع محمد صاحب " "
۴۵۶ اہلیہ فتح محمد صاحب ضلع منٹگمری
۴۵۷ خیراتی صاحب " گوجرانوالہ
۴۵۸ والدہ بابو فضل الٰہی صاحب " گورداسپور
۴۵۹ چودہری ظفر اللہ خانصاحب " شاہ پور
۴۶۰ محمد اسمٰعیل صاحب " گورداسپور
۴۶۱ مستری محبوب عالم صاحب " ملتان
۴۶۲ رحمت علی صاحب " دہلی
۴۶۳ عبد الرحیم صاحب " کانپور
۴۶۴ بدہو صاحب " لاہور
۴۶۵ فرزند بدہو صاحب " "
۴۶۶ " " " " "
۴۶۷ حسن الدین صاحب " سیالکوٹ
۴۶۸ عبد المجید خانصاحب " ہوشیارپور
۴۶۹ کریم بخش صاحب " ملتان
۴۷۰ جلال الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۴۷۱ احمد الدین صاحب " "
۴۷۲ اہلیہ عبد الکریم صاحب " "
۴۷۳ طالع بی بی صاحبہ " لاہور
۴۷۴ زینب بی بی صاحبہ " "
۴۷۵ عائشہ بی بی صاحبہ " "
۴۷۶ دختر نواب دین صاحب " سیالکوٹ
۴۷۷ منشی اللہ دتا صاحب " "
۴۷۸ محمد اکرم خانصاحب کشمیر
۴۷۹ فتح محمد صاحب " ملتان
۴۸۰ والدہ فتح محمد صاحب " "
۴۸۱ اہلیہ عبد اللہ صاحب " "
۴۸۲ اہلیہ چراغ الدین صاحب لاہور
۴۸۳ " نور محمد صاحب گوجرانوالہ
۴۸۴ عبد الوحید صاحب "
۴۸۵ شاہ دین صاحب سیالکوٹ
۴۸۶ سید عبد السلام صاحب فیلڈ
۴۸۷ علی محمد صاحب ضلع گورداسپور
۴۸۸ محمد الدین صاحب " "
۴۸۹ منشی نتھو خانصاحب لائل پور
۴۹۰ مہتاب صاحب حیدرآباد دکن
۴۹۱ بستان صاحب "
۴۹۲ ولی محمد صاحب ضلع جالندہر
۴۹۳ ہمشیرہ محمد حسین صاحب خوردیکوٹ
۴۹۴ امام الدین صاحب جہلم
۴۹۵ جنت خاتون صاحبہ ڈیرہ غازیخان
۴۹۶ مائی یگی صاحبہ "
۴۹۷ فضل بی بی صاحبہ گورداسپور
۴۹۸ فضل کریم صاحب "
۴۹۹ تاج الدین صاحب "
۵۰۰ طالع بی بی صاحبہ "
۵۰۱ محمدی بی بی صاحبہ "
۵۰۲ رمضان بی بی صاحبہ "
۵۰۳ محمد حسین صاحب "
۵۰۴ محمد طفیل صاحب گورداسپور
۵۰۵ مہتاب بی بی صاحبہ "
۵۰۶ فاطمہ بی بی صاحبہ "
۵۰۷ زینب بی بی صاحبہ "
۵۰۸ عبد اللطیف صاحب قریشی لاہور
۵۰۹ والدہ ریگل صاحب پٹیالہ
۵۱۰ ریشم بی بی صاحبہ ملتان
۵۱۱ فضل الٰہی صاحب شاہ پور
۵۱۲ اسلام احمد صاحب "
۵۱۳ علی محمد صاحب گوجرانوالہ
۵۱۴ سید حیدر شاہ صاحب سندھ
۵۱۵ خان محمد صاحب ضلع گجرات
۵۱۶ اہلیہ خانمحمد صاحب " "
۵۱۷ شیر علیخاں صاحب اڑیسہ
۵۱۸ محمود صاحب ڈیرہ غازیخاں
۵۱۹ محمد عمر صاحب کانپور
۵۲۰ مفضل حسین صاحب گجرات
۵۲۱ شیخ عبد المجید صاحب بنگالہ
۵۲۲ طالب حسین صاحب "
۵۲۳ والدہ شیخ حباب علی صاحب "
۵۲۴ سراج الدین صاحب "
۵۲۵ فضل محمد صاحب بنوں
۵۲۶ غلام قادر صاحب ڈیرہ غازیخاں
۵۲۷ شیخ سرفراز صاحب "
۵۲۸ محمد ادریس صاحب جہانسی
۵۲۹ غلام قادر صاحب "
۵۳۰ بدر الدین صاحب "
۵۳۱ کریم اللہ خلیل صاحب لکھنو
۵۳۲ سردار علی صاحب قادیان
۵۳۳ برکت علی صاحب "
۵۳۴ اہلیہ برکت علیصاحب "
۵۳۵ مہر الدین صاحب سیالکوٹ
۵۳۶ جنت بی بی صاحبہ گجرات
۵۳۷ ریشم بی بی صاحبہ "

ہنگامۂ یوروپ

غنیم کے دو زبردست حملے

لنڈن ۲۴ - اپریل - ریوٹر کا نامہ نگار برطانی فوجی مستقر سے آج شام کو بذریعہ تار طلاع دیتا ہے - کہ غنیم کے دو زبردست حملے ہمارے خط دفاع پر آج صبح سے شروع ہو گئے ہیں۔

پہلا حملہ ڈرانائر پر جو مونٹ کیمل کے حصہ زیریں میں واقعہ ہے - کیا گیا - جس کی فرانسیسی سپاہ مدافعت کر رہی ہے غنیم کو اس مقام پر کسی قدر کامیابی ہو گئی - اور شدید نقصان برداشت کرنا پڑا - چنانچہ حملہ کا زور ٹوٹ گیا - اور مقام بحال کر لیا گیا -

دوسرا حملہ - ولرز برٹونوز پر شدید گولہ باری اور گیس کے پھٹنے والے شلوں سے کیا گیا - غنیم کے دو ڈویژن شاہراہ ڈومارو کی سمت بڑھے - اور ہمارے خط میں گھس کر ولرز برٹونوز کی مضافاتی چوکیوں پر قبضہ کر لیا - جنگ نہایت شدت کے ساتھ روبہ ترقی ہے -

غنیم کی ٹڈی دل فوج

لنڈن ۲۵ - اپریل غنیم کا یہ حملہ سابقہ حملہ سے کسی قدر کم پیمانے پر ہے - لیکن غنیم کی ٹڈی دل فوج ولرز برٹونوز کے نواح میں نہایت کثرت سے جمع ہے - اگر بفرض محال غنیم کو اس مقام پر کامیابی ہوئی - تو عجب نہیں - کہ وہ ہمیں اسی طرح دھکیلے جیسا کہ اس نے آرمنٹیرز پر کیا تھا - کل غنیم کی دو زبردست ضربیں لگیں - ایک تو کیمل پر اور دوسری ولرز اور ہنگرڈ پر - جہاں جرمن یہ کوشش کر رہے ہیں - کہ شاہراہ ایمنز کے دونوں علاقوں پر قابض ہو کر اس سطح مرتفع پر تسلط کر لیں - جہاں سے وہ آسانی کے ساتھ ایمنز پر حملہ کر سکیں -

پیرس پر ہوائی حملہ

لنڈن ۲۴ - اپریل ایک فرانسیسی اعلان ناقل ہے کہ گذشتہ شب غنیم کے ہوائی جہازوں نے پیرس پر حملہ کرنا چاہا تھا - لیکن ہماری شدید آتشباری نے ایک جہاز کو ناگنٹ لاناروڈ کے نزدیک نیچے گرا لیا اور تین قیدی پکڑے گئے -

طویل زد کی توپ خاموش کر دیگئی

لنڈن ۲۴ - اپریل پیرس - بیان کیا گیا ہے - کہ ایک فرانسیسی شل کے گر کر پھٹنے کیوجہ سے جرمن طویل زد کی توپ کا تمام عملہ مارا گیا - اسی لئے پیرس پر دو دن سے گولہ باری نہیں ہوئی -

ہنگرڈ پر غنیم کا قبضہ

لنڈن ۲۵ - اپریل ایک فرانسیسی اعلان ناقل ہے - کہ قصبہ ہنگرڈ کے اطراف میں شدید جنگ جاری ہے - اور غنیم نے اپنی تمام قوت اس مقام پر صرف کر دی ہے - ہم شجاعانہ طور پر مدافعت کرتے رہے - اور کئی جوابی حملوں میں کامیاب بھی ہوئے - گاؤں پر غنیم نے قبضہ کر لیا - مگر پھر ہم نے واپس لے لیا - مگر اس کے بعد شدید نقصان اٹھا کر غنیم نے اس پر پھر تسلط جما لیا - ہم نے بہت جلد ہنگرڈ کے مضافاتی علاقوں پر قبضہ کر لیا - اس پر غنیم نے پوری قوت سے حملہ کیا مگر اسمیں وہ ناکام رہا -

شدید جنگ

لنڈن ۲۵ - اپریل - ریوٹر کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ مونٹ کیمل اور میڈن سے ایمنز اور سینٹ کوئن کو جو سڑک جاتی ہے - اس پر شدید جنگ ہو رہی ہے ولرز برٹونوز کے اطراف میں نہایت شدت کے ساتھ رات بھر جنگ ہوتی رہی - جو اسوقت ترقی کے ساتھ جاری ہے - ہنگرڈ کیطرف جرمنوں نے دشت اکوین پر قبضہ کر لیا - جنگل کا یہ سلسلہ ایمنز کی سڑک سے غربی جانب ہوتا ہوا برٹونوز تک چلا گیا ہے - ہم نے جوابی حملہ کیا - اور غنیم کو اس جنگل سے نکال دیا -

دلخوش کن خبر

آج صبح کی خبریں نہایت دلخوش کن ہیں ہم نے بعض جگہ کھوئی ہوئی زمین پر دوبارہ قبضہ کر لیا - اور عام حالت روبہ ترقی ہے برٹونوز کی جنگ میں فریقین نے فولادی قلعے استعمال کئے -

ہندوستان کی خبریں

دہلی کانفرنس میں پنجاب کیطرف سے قائم مقام - ایک پریس کمیونک مظہر ہے کہ مندرجہ ذیل اصحاب نے جنگی کانفرنس میں جو ۲۷ - اپریل کو دہلی میں منعقد ہو گی شامل ہونے کی دعوۃ کو منظور کر لیا ہے - راجہ دلجیت سنگھ سی - ایس آئی و راجہ نریندر ناتھ آنریبل سردار بہادر گجن سنگھ خان بہادر میاں فضل حسین اور مولوی رحیم بخش سی - آئی - ای - پریذیڈنٹ کونسل آف ریجنسی بہاولپور - میجر ملک سر عمر حیات خاں کے سی آئی ای - ایم - وی - او سپاہی وار ریکروٹنگ بورڈ کے نمائندے ہونگے - اور آنریبل مسٹر جیمز کری غیر سرکاری یورپینوں کے قائم مقام ہونگے نیز معلوم ہوا ہے - کہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کپورتھلہ اور امپیریل کونسل میں پنجاب کے چار غیر سرکاری نمائندگان کو بھی مدعو کیا گیا ہے

بنگالی رجمنٹ - مسٹر جتندر ناتھ بینرجی بیرسٹرایٹ لا کلکتہ نے ایک لاکھ روپیہ کا عطیہ پیش کرتے ہوئے - ہز ایکسیلینسی گورنر بمبئے کو لکھا ہے - کہ یہ رقم اس غرض سے پیش کیجاتی ہے کہ بنگالی رجمنٹ ہندوستانی فوج کا ایک مستقل جزو بنجائے ہز ایکسیلینسی نے مسٹر بینرجی کے اس عطیہ پر انکی ہمدردی اور وطن پرستی کا اعتراف فرمایا -

امپیریل کانفرنس کا ہندوستانی قائم مقام - معلوم ہوا ہے - کہ ہز ایکسیلینسی ویسرائے نے آئندہ اجلاس امپیریل کانفرنس لنڈن میں ہندوستان کی نیابت کرنے کے لئے آنریبل سر ایس - پی سنہا ممبر اگزیکٹو کونسل بنگال اور ہز ہائینس مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو نامزد کیا ہے - اور مہاراجہ صاحب نے اس دعدہ کو قبول کر لیا ہے -

لاہور میں ایک عام جلسہ - ۴ - مئی کو لاہور میں ایک عام جلسہ ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کی صدارت میں اس غرض سے منعقد ہو گا - کہ امپیریل جنگی کانفرنس دہلی کی تجاویز کو عمل میں لانے کے لئے مفید تدابیر پر غور کیا جائے -

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)